

حیدر علی آتش (غزل نمبر 1)

مشکل الفاظ و تراکیب کی تفہیم

الفاظ	مفہوم
عدم	نہ ہونا، مراد ہے ”دوسری دنیا جہاں مرنے کے بعد جانا ہے“
شرح آرزو	خواہش کی وضاحت
کوچ	سفر، روانگی
ہستی	ہونا، مراد ہے ”زندگی“
بدرقہ	رہبر، رہنما
عنایت پروردگار	اللہ تعالیٰ کی مہربانی
خوب ہوا	اچھا ہی ہوا
عالم	کیفیت
دیار	شہر
برگشتہ طالعی	بد نصیبی

(بورڈ 2018ء)

شعر نمبر 1:

ہوائے دور مئے خوش گوار راہ میں ہے

خزاں چمن سے ہے جاتی بہار راہ میں ہے

تشریح: خواجہ حیدر علی آتش کا شمار اردو ادب کے مشہور غزل گو شعرا میں ہوتا ہے۔ غم، عشق، غم زمانہ اور آفاقی موضوعات پر مشتمل آتش کے اشعار زندگی کی حقیقتوں کے ترجمان بھی ہیں اور معاملاتِ محبت کے عکاس بھی۔

زیر تشریح شعر میں آتش کہتے ہیں کہ ”خوشگوار شراب کے دور کی ہوا“ راستے میں ہے، باغ سے خزاں جا رہی ہے اور بہار آنے والی

ہے۔“

شاعر نے دو چیزوں کے آنے کی خبر دی ہے۔ (۱) خوش گوار شراب کے دور کی ہوا (۲) خزاں کے بعد بہار۔

ایرانیوں کا یہ طریقہ تھا کہ وہ موسمِ بہار کی آمد پر جشنِ نوروز منایا کرتے تھے۔ باغوں میں اکٹھے ہو کر مے کشی کیا کرتے تھے اور بہار کے موسم سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ آتش کا موقف یہ ہے کہ شراب کے نشے سے بھرپور مست اور جھومتی ہوائیں چل پڑی ہیں۔ ان ہواؤں میں شراب کی تاثیر محسوس ہوتی ہے۔ چوں کہ کسی بھی تبدیلی سے پہلے تبدیلی کے امکانات دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اس لیے ان ہواؤں کے چلنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ عنقریب ایک ایسا ماحول پیدا ہونے والا ہے جو ہر ایک کے لیے فرحت، خوشی، لطف اور سکون کا ذریعہ بنے گا۔ آتش کا کہنا ہے:

لطفِ چمن ہے بلبلِ گلزار کے لیے
کیفیتِ شراب ہے مے خوار کے لیے

جس طرح شراب کا دور چل رہا ہو تو وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کے پاس شراب کا پیالہ پہنچ جاتا ہے اور اس میں تکرار بھی موجود ہوتی ہے اسی طرح موسموں کی تبدیلی میں بھی دہرائے جانے کا عمل یا تکرار کو دیکھا جاسکتا ہے۔ بہار کے بعد خزاں اور خزاں کے بعد بہار کا آنا اسی تکرار کو ظاہر کرتا ہے۔ موسمِ خزاں میں باغ میں ہر طرف اُداسی اور ویرانی چھائی ہوتی ہے۔ لیکن خزاں کے موسم میں شاعر کو بہار کے آنے کے اثرات دکھائی دے رہے ہیں اور وہ پُر امید ہے کہ بہت جلد خزاں جانے والی ہے اور بہار کا دل کش موسم آنے والا ہے جب ہر طرف سبزہ ہی سبزہ ہوگا، پھول کھلیں گے، پرندے چپھرائیں گے۔ غرض باغ کی ہر چیز خوش و خرم نظر آئے گی۔ میر کا کہنا ہے:

چلتے ہو تو چمن کو چلیے، سُنتے ہیں کہ بہاراں ہے
پھول کھلے ہیں، پات ہرے ہیں، کم کم باد و باراں ہے

یا بقولِ عدم:

فضا ہنس رہی ہے، ہوا گا رہی ہے
بڑی تمکنت سے بہار آ رہی ہے

اگر ہوائے دور مے خوش گوار، خزاں اور بہار کو سماجی اعتبار سے علامت کی نظر سے دیکھیں تو یہ مفہوم بنے گا کہ بہت جلد حالات بہتر ہو جائیں گے اور جو مشکلات یا مصیبتیں معاشرہ برداشت کر رہا ہے ان سے چھٹکارا حاصل ہو جائے گا۔ آتش اُمید اور رجائیت کا شاعر ہے اور آتش کو حالات کی بہتری کی اُمید نظر آ رہی ہے اور وہ اُمید کا درس دیتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں کہ اگرچہ غموں، دُکھوں اور تلخیوں نے زندگی تباہ کر دی ہے لیکن ہم پھر بھی پُر اُمید ہیں کیوں کہ قدرت کا اصول ہے کہ ہر ڈکھ کے بعد آسانی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

”بے شک تکلیف کے ساتھ آسانی ہے، بے شک تکلیف کے ساتھ آسانی ہے“

اسی طرح اگر خزاں اور بہار کو محبت کے حوالے سے دیکھیں تو یہ مفہوم سامنے آئے گا کہ محبوب کے ملنے کی توقع ہے۔ کیوں کہ محبت کرنے والے کے لیے محبوب سے پگھڑنا خزاں اور اس سے ملنا بہار کے آنے کے مترادف ہے۔

آتش کا موقف یہ ہے کہ خوش گوار ہوا کے چلنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ بہار کی آمد آمد ہے اور خزاں یا پت جھڑ کے دن ختم ہونے والے ہیں۔ آتش کا کہنا ہے:

بہارِ گلستاں کی ہے آمد آمد
خوشی پھرتے ہیں باغباں کیسے کیسے

(بورڈ 19، 2018ء)

شعر نمبر 2:

عدم کے کوچ کی لازم ہے فکر، ہستی میں
نہ کوئی شہر، نہ کوئی دیار، راہ میں ہے

تشریح: خواجہ حیدر علی آتش کا شمار اردو ادب کے مشہور غزل گو شعرا میں ہوتا ہے۔ غمِ عشق، غمِ زمانہ اور آفاقی موضوعات پر مشتمل آتش کے اشعار زندگی کی حقیقتوں کے ترجمان بھی ہیں اور معاملاتِ محبت کے عکاس بھی۔

زیر تشریح شعر میں آتش کہتے ہیں کہ ”زندگی میں آخرت کے سفر کی فکر بھی ضروری ہے کیوں کہ (آخرت کی) راہ میں کوئی شہر یا آبادی نہیں۔“

انسان دنیا کی ظاہری اور ناپائیدار چیزوں کے لیے فکر مند رہتا ہے اور وہ رات دن دنیا کی وقتی خوشیاں حاصل کرنے کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ حالاں کہ دنیا کے اس سفر میں انسان کا ٹھہراؤ بہت عارضی ہے۔ اُسے زندگی آخرت کی تیاری کے لیے عطا کی گئی ہے۔ انسان یہ سمجھتا ہے کہ اُسے دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے حالاں کہ دنیا کے اس عارضی گھر میں آنے والے ہر شخص کا انجام یہی ہوتا ہے کہ بالآخر اُسے آخرت کا سفر کرنا ہوتا ہے۔ ابراہیم ذوق کا کہنا ہے:

یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

ہر انسان کو دنیا سے آخرت کا سفر کرنا ہے۔ لہذا اُسے آخرت کی تیاری بھی کر لینی چاہیے۔ ہزاروں آیات و احادیث میں آخرت کے تذکرے موجود ہیں اور انسان کو آخرت کی تیاری کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔ ”عقل مند وہ ہے جو موت کی تیاری کرے۔“ انسان کی دنیاوی زندگی عارضی اور مختصر ہے۔ جب کہ آخرت کا گھر دائمی اور ہمیشہ کے لیے ہے۔ لہذا انسان کو فکرِ دنیا سے آزاد ہو کر اپنے حقیقی اور دائمی گھر یعنی آخرت کے سفر کی تیاری رکھنی چاہیے۔ آتش کا کہنا ہے:

ہستی فانی ہے آتش، چار دن میں نیستی
فکر عقبی کرے، دنیا کو انساں چھوڑ کر

یا بقول آتش:

ہستی میں یاد آئے نہ کیوں کر عدم مجھے
وہ آدمی نہیں جسے حُب الوطن نہ ہو

انسان کے لیے لازمی ہے کہ وہ اس دنیا سے توشہ آخرت لے کر چلے۔ کوئی ایسا سفر جو انسان نے ہر حال میں کرنا ہو تو انسان سفر میں پیش آنے والی ضروریات اور منزل تک پہنچ کر ضرورت پڑنے والی چیزیں ساتھ لے کر چلتا ہے۔ اگر منزل مقصود کے راستے میں کوئی ایسا شہر یا بستی موجود ہو تو انسان کو حوصلہ رہتا ہے اور اس کے برعکس اگر دورانِ سفر کوئی ایسا شہر یا بستی موجود نہ ہو جہاں سے زادِ راہ لیا جاسکے تو انسان فطری طور پر زیادہ محتاط ہو جاتا ہے اور کسی طرح کا خطرہ مول لینے کی کوشش نہیں کرتا۔ آخرت کا سفر بھی ہر انسان نے تنہا اور اکیلے طے کرنا ہے۔ دنیا سے جاتے ہی انسان کے سارے رشتے، مال و دولت اور عہدے اُسے تنہا چھوڑ دیتے ہیں۔ لہذا انسان کو آخرت کے سفر کے لیے فکر مند اور تیار رہنا چاہیے۔ میر کا کہنا ہے:

فکر کر زادِ آخرت کا بھی
میر اگر تو ہے عاقبت اندیش

آخرت کے سفر کے دوران میں کوئی ایسا ٹھکانا موجود نہیں جہاں رک کر انسان اپنی ضرورت کی چیزیں لے سکے کیوں کہ انسانی اعمال اس کی زندگی سے وابستہ ہوتے ہیں اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔“ جیتے جی انسان کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے وہ نیک اعمال جو آخرت کے سفر میں اس کے کام آنے ہیں، اس کے پاس ہونے چاہئیں اور اُسے آخرت کے اس ہولناک اور خوفناک سفر کے لیے بھی فکر مند ہونا چاہیے۔ اکبر الہ آبادی کا کہنا ہے:

وقت طلوع دیکھا، وقت غروب دیکھا
اب فکرِ آخرت ہے، دنیا کو خوب دیکھا

خواجہ حیدر علی آتش ہمیں خبردار کرتے ہیں کہ اس دنیا کو بچوں کا کھیل نہیں سمجھنا چاہیے۔ انسان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ جیتے جی مال و اسباب جمع کر لے جو آخرت کے سفر میں کام آنا ہے۔ اس کے پاس نیک اعمال کی وہ دولت ہونا چاہیے جس کے بل بوتے پر وہ آخرت کا سفر آسانی سے طے کر لے اور قیامت والے دن بھی سرخرو رہے۔ آتش کا کہنا ہے:

بے خبر ایک دن سفر ہے شرط
کہے رکھتے ہیں ہم، خبر ہے شرط

(بورڈ 19، 2007)

شعر نمبر 3:

نہ بدرقہ ہے، نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے
نقطہ عنایت پروردگار، راہ میں ہے

تشریح: خواجہ حیدر علی آتش کا شمار اردو ادب کے مشہور غزل گو شعرا میں ہوتا ہے۔ غم، عشق، غم زمانہ اور آفاقی موضوعات پر مشتمل آتش کے اشعار زندگی کی حقیقتوں کے ترجمان بھی ہیں اور معاملاتِ محبت کے عکاس بھی۔

زیر تشریح شعر میں آتش کہتے ہیں کہ ”(آخرت کے) سفر میں کوئی رہنمایا دوست نہیں ہے بلکہ صرف اللہ ہی کی مہربانی شامل حال ہے۔“

کوئی بھی ایسا سفر جو انسان پہلی دفعہ کر رہا ہو ان دیکھے راستوں پر چلتے ہوئے منزل تک پہنچنے کے لیے انسان کو راہ نما کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے کامیابی کے ساتھ منزل تک پہنچا دے۔ اگر رہنما موجود نہ ہو تو انسان کے لیے سفر کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی سفر میں انسان کے ساتھ کوئی دوست یا ہم سفر ہو تو سفر سہولت اور آسانی کے ساتھ گزر جاتا ہے۔ آخرت کا سفر ایک ایسا سفر ہے جس میں انسان کا کوئی رہنمایا دوست نہیں ہوتا بلکہ یہ سفر انسان کو تنہا ہی طے کرنا ہوتا ہے۔

آتش کا موقف یہ ہے کہ ہم ایک ایسے راستے پر گامزن ہیں کہ نہ تو ہمیں کوئی راہ نما میسر ہے اور نہ ہی کوئی دوست ہے جو مشکل پڑنے پر کام آئے اگر کچھ ہے تو وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے۔ دراصل آخرت کا سفر ایسا سفر ہے جو انسان کو تنہا طے کرنا ہوتا ہے۔ حشر کے میدان میں انسان اپنے بھائی، ماں باپ، اپنے بیوی بچوں سے بھاگے گا، وہاں کوئی شخص کسی کی کچھ مدد نہیں کر سکے گا اسی طرح وہاں کسی کی کوئی سفارش بھی کام نہیں آئے گی بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہی انسان کو اس مشکل سفر میں کامیابی سے ہم کنار کر سکتی ہے۔ لہذا انسان کو صرف اللہ کی مہربانی سے ہی اُمید رکھنی چاہیے کیونکہ سب کچھ اللہ کی مہربانی پر موقوف ہے۔ داغ دہلوی کا کہنا ہے:

اُمید اس کی ذات سے اے داغ چاہیے
سب منحصر ہے رحمتِ پروردگار پر

ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ صرف اللہ کی مدد اور معاونت ہی اُسے منزل تک لے جاتی ہے۔ اگرچہ انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کے لیے وہ کوشش کرتا ہے لیکن کوششیں کرنے کے لیے اگر تو فیق الہی میسر نہ ہو تو انسان نہ تو کوئی کوشش کر سکتا ہے اور نہ ہی اُس کی کوئی کوشش اُسے کامیابی سے ہم کنار کر سکتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت ہے کہ وہ نیکی کی توفیق بھی دیتا ہے اور نیکی کرنے پر انعام بھی عطا کرتا ہے۔ غرض دنیا و آخرت کا ہر کام اللہ ہی کی مرضی اور چاہت کے مطابق ہونا ہے۔ ابراہیم ذوق کا کہنا ہے:

جو کچھ ہوا، ہوا کرم سے تیرے
جو کچھ ہوگا، ترے کرم سے ہوگا

دنیا و آخرت میں انسان کو جو بھی ملتا ہے وہ اللہ ہی کی رحمت و مہربانی کی وجہ سے ملتا ہے۔ لہذا انسان کو اللہ کی مہربانی کی اُمید رکھنی چاہیے۔ ارشادِ ربانی ہے: لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ ۝ ”اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔“ مختصر یہ ہے کہ آخرت کے سفر میں انسان کا کوئی بھی رہنمایا دوست نہیں ہے بلکہ اللہ ہی کی مہربانی ہے جو اُسے منزل تک پہنچا سکتی ہے۔ اکبر الہ آبادی کا کہنا ہے:

تیری معین فقط ہے خدا کی ذات اے دوست
خدا گواہ کہ پکی یہی ہے بات اے دوست

یا بقول میر:

میر بندوں سے کام کب نکلا
مانگنا ہے جو کچھ خدا سے مانگ

(بورڈ 19، 2018ء)

شعر نمبر 4:

سفر ہے شرط، مسافر نواز بہتیرے
ہزار ہا شجر سایہ دار، راہ میں ہے

تشریح: خواجہ حیدر علی آتش کا شمار اردو ادب کے مشہور غزل گو شعرا میں ہوتا ہے۔ غم، عشق، غمِ زمانہ اور آفاقی موضوعات پر مشتمل آتش کے اشعار زندگی کی حقیقتوں کے ترجمان بھی ہیں اور معاملاتِ محبت کے عکاس بھی۔

زیر تشریح شعر میں آتش کہتے ہیں کہ ”سفر ضروری ہے۔ مسافر نواز بہت ہیں (مثلاً) راستے میں ہزاروں سایہ دار درخت موجود ہیں۔“

عربی زبان کا مشہور مقولہ ہے ”السفر وسیلۃ الظفر“ (سفر کامیابی کا وسیلہ ہے)۔ دنیا کی عظیم ہستیوں کے حالاتِ زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی زندگی میں کئی سفر کیے ہیں اور ان کی تاریخی کامیابیاں سفر ہی کی مرہونِ منت ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی زندگی میں کئی سفر کیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صرف چند صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبریں مدینہ میں ہیں۔ سفر انسان کی کامیابی کے لیے انتہائی ضروری چیز ہے۔ لہذا انسان کو زندگی میں سفر کرتے رہنا چاہیے۔ عدم کا کہنا ہے:

قدم دھیرے دھیرے اٹھاتے چلو
سفر کو سیاحت بناتے چلو

کسی بھی سفر پر جانے سے قبل انسان بہت سے خدشات اور گھبراہٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ اُسے ایک فکر یہ بھی ہوتی ہے کہ گھر سے دور اجنبی جگہ پر اُس کا مددگار یا مسافر نواز نہیں ہوگا۔ اسی لیے انسان عام طور پر سفر کرنے سے پہلے گھبراتا ہے اور وہ بہت سے سفر اس لیے نہیں کر پاتا کیوں کہ وہ ان دیکھی مشکلات سے ڈرتا ہے۔ شاعر حفیظ جالندھری کا کہنا ہے:

ارادے باندھتا ہوں، سوچتا ہوں، توڑ دیتا ہوں
کہیں ایسا نہ ہو جائے، کہیں ایسا نہ ہو جائے

انسان کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ اُسے سفر نہ کرنا پڑے جہاں وہ ہوتا ہے، وہیں رہنا چاہتا ہے کیوں کہ راستے کی مشکلات انسان کو سفر کے ارادے سے روکتی ہیں۔ انسان کو سفر سے پہلے اس طرح کے خدشات کا شکار نہیں ہونا چاہیے بلکہ انسان کو چاہیے کہ وہ سفر کا آغاز کر دے کیوں

کہ قدرت کی طرف سے مسافروں کی مدد کرنے کو بہت سی چیزیں موجود ہوتی ہیں۔ اگر انسان منزل کی سمت چلتا رہے تو اُسے مختلف طرح سے مدد ملتی رہتی ہے۔ جس طرح راستے پر جلتی دھوپ میں ہزاروں درخت اپنی چھاؤں سے مسافروں کے لیے سفر میں آسانی پیدا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ حبیب جالب کا کہنا ہے:

آساں تھا سفر کہ ہر اک راہ گزر پر
ملتے تھے سایہ دار شجر اُس دیار میں

سفر سے مراد کسی ”نظریے پر چلنا“ بھی ہو سکتا ہے۔ ایک نظریاتی شخص کو اپنے نظریات پر چلتے ہوئے بے شمار مسائل اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور شروع میں اُسے تنہا ہی اپنے نظریات کا پرچار کرنا ہوتا ہے۔ بسا اوقات لوگ اپنے نظریات پر چلتے ہوئے پیش آنے والی تکلیفوں کی وجہ سے نظریے سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ آتش کا یہ کہنا ہے کہ انسان کو گھبراہٹ اور تکلیفوں کی وجہ سے اپنے نظریات کو نہیں چھوڑنا چاہیے بلکہ اُسے منزل کی جانب گامزن رہنا چاہیے۔ بصورت دیگر انسان کوئی بڑی منزل حاصل نہیں کر سکتا۔ اقبالؒ کا کہنا ہے:

چلنے والے نکل گئے ہیں
جو ٹھہرے ذرا کچل گئے ہیں

آتش ہمارا حوصلہ بڑھاتے ہیں کہ ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ مایوس ہونے کی ضرورت نہیں اگر انسان پکا ارادہ کر لے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی مہربانی کرتا ہے اور مسافر کی مدد کے بہت سے وسیلے پیدا کر دیتا ہے۔ زندگی کے بارے میں یہ امید افزا رویہ اختیار کر کے ہی انسان کامیابی کی سیڑھیاں چڑھ سکتا ہے۔ انسان کی زندگی میں رکاوٹیں ہونا چاہیے کیوں کہ حیات انسانی ذوق سفر کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اقبالؒ کا کہنا ہے:

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوق سفر کے سوا کچھ اور نہیں

شعر نمبر 5:

مقام تک بھی ہم اپنے، پہنچ ہی جائیں گے
خدا تو دوست ہے، دشمن ہزار، راہ میں ہے

تشریح: خواجہ حیدر علی آتش کا شمار اردو ادب کے مشہور غزل گو شعرا میں ہوتا ہے۔ غم عشق، غم زمانہ اور آفاقی موضوعات پر مشتمل آتش کے اشعار زندگی کی حقیقتوں کے ترجمان بھی ہیں اور معاملاتِ محبت کے عکاس بھی۔

زیر تشریح شعر میں آتش کہتے ہیں کہ ”ہم اپنی منزل تک پہنچ ہی جائیں گے کیوں کہ خدا ہمارا دوست ہے اگرچہ راہ میں ہزاروں دشمن

ہیں۔“

زندگی میں انسان کا سامنا ہزاروں دشمنوں سے ہوتا ہے۔ قدرت نے ہر انسان کے ساتھ شیطان کی صورت میں واضح دشمن لگا رکھا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہر اچھے انسان کو دنیا میں بہت سے دشمنوں کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ابولہب و ابوجہل نے بہت تکلیفیں پہنچائیں مگر چوں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اُن کے شامل حال تھی اس لیے کوئی بھی اُن کا بال بیکا نہیں کر سکا۔ ارشادِ بانی ہے:

الیس اللہ بنکافِ عبدہ ۝ (کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں)

اسی طرح انسان جب سفر پر روانہ ہوتا ہے تو اُسے راستے میں موجود مشکلات، سفر کی مصیبتوں اور راستے پر گھات لگائے ہوئے دشمنوں

سے ڈر محسوس کرتا ہے لیکن انسان اگر اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اللہ کو دوست مان لے تو انسان تو کوئی دشمن اُس کا بال بیکا نہیں کر سکتا اور وہ ہزار ہا رکاوٹوں اور دشمنوں کے باوجود بخیر و عافیت اپنی منزل تک پہنچ سکتا ہے۔ آتش کا کہنا ہے:

مہرباں ہو دوست، زور دشمن کا چل سکتا نہیں
آتشِ نمرود ہے گلزارِ ابراہیم علیہ السلام کو

وہ افراد جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے، جو اُس پر مکمل بھروسہ کرتے ہیں، جو صرف زبان ہی سے یہ نہیں کہتے کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں بلکہ عملاً بھی اس پر کار بند ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انھیں بے سہارا نہیں چھوڑتا بلکہ ہر مصیبت میں ان کا ہاتھ تھام لیتا ہے۔ آتش کا موقف بھی یہی ہے کہ اگرچہ راستے میں دشمن بھی موجود ہیں لیکن خدا ہمارا دوست ہے تو آخر کار ہم منزل تک رسائی حاصل کر لیں گے۔ اکبر الہ آبادی کا کہنا ہے:

اے دوست مجھے تو ہے خدا ہی پر بھروسہ
دشمن کو مبارک ہو مری نگہات میں رہنا

آتش کا موقف یہ ہے کہ انسان کو دنیا میں دشمنوں سے ڈرنا نہیں چاہیے بلکہ اُسے اللہ پر توکل اور بھروسہ کرنا چاہیے کیوں کہ اللہ کی مرضی کے بغیر دشمن انسان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا اور جب اللہ انسان کے دوست بن جائیں تو انسان کا کسی کی دشمنی سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ داغ دہلوی کا کہنا ہے:

خدا جب دوست ہے اے داغ! دشمن سے کیا اندیشہ
ہمارا کچھ کسی کی دشمنی سے ہو نہیں سکتا

شعر نمبر 6:

تھکیں جو پاؤں تو چل سر کے بل، نہ ٹھہر آتش
گلِ مراد ہے منزل میں، خارِ راہ میں ہے

مفہوم:

آتش! اگر پاؤں تھک جائیں تو سر کے بل چلو کیوں کہ راستے میں مشکلات تو ہیں مگر منزل پر پہنچ کر آرام نصیب ہوگا۔

☆☆☆☆☆